پاکستان میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کا طریق کار

تحریر: فضیلۃ الشیخ محمد یونس بٹ،
جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مورخہ ۱۵/ دسمبر ۱۹۹۳ء کو لاہور میں منعقدہ مؤسسۃ الحرمین کے دعاۃ کے ایک اہم اجلاس میں یہ مقالہ پڑھا گیا۔ افادہ عام کے لیے اسے مجلّہ میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وعلى اله واصحابه اجمعين وبعد:

پاکستان ایک واحد اسلامی ملک ہے جس کی وجہ اساس اور جس کے قیام کا مقصد ہی شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہے۔ اس لئے دنیا کے دوسرے خطوں کی نسبت اس خطہ میں بسنے والے اہل علم پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس خطہ ارضی میں اور پھر بالتدریج پوری دنیا میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔

اس موقع پر میرے مخاطب چونکہ اہل علم ہیں (کیونکہ شریعت کا نفاذ اہل علم ہی کی ذمہ داری ہے)۔ اس لئے میں نہایت ایجاز و اختصار سے اس موضوع کو سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔

کسی بھی کام کا آغاز کرنے سے قبل منصوبہ بندی کرلی جائے۔ راستے میں پیش آنے والی مشکلات کا حل سوچ لیا جائے۔ آنے والے خطرات سے آگاہی حاصل کرلی جائے تو یہی دانش و عقل مندی کا تقاضہ ہے۔ اس انداز میں کام کی ابتدا کرلی جائے تو بعد میں پیدا ہونے والی گتھیاں خود بخود سلجھتی جاتی ہیں۔ نئے راستے دریافت ہوتے ہیں۔ نئے نئے مسائل ضرور پیدا ہوتے ہیں لیکن تجربہ کاری ان کے ساتھ الجھاؤ سے بچالیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہو اور اس کی رحمت سایہ فگن ہو تو پھر کامیابی خود آگے بڑھ کر قدم چوم لیتی ہے۔ اس لئے اخلاص سے

لبریز ہو کر حصول رضاء الٰہی کے لئے یادالٰہی کے ساتھ کام کا آغاز کر دینا چاہئے منزل سے ہمکنار کرنا اس کی ذمہ داری ہے جس کی ذمہ داری ہم ادا کر رہے ہیں۔

پاکستان میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے تین حیثیتوں سے کوشش کی جا سکتی ہے۔ اس لئے اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا باب۔ انفرادی حیثیت سے کوشش کرنا۔

دوسرا باب۔ اجتماعی طور پر تنظیم کی صورت میں کوشش کرنا۔

تیسرا باب۔ حکومت حاصل ہونے کے بعد قوت واقتدار کے ساتھ کوشش کرنا۔

پہلا باب

انفرادی حیثیت سے شریعت کے نفاذ کے لئے کوشش کرنا۔

یہ حقیقت ہے کہ اجتماعی کاموں میں برکت ہوتی ہے۔ لیکن جماعت افراد کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی اور نہ ہی عدم جماعت کا بہانہ بنا کر کوئی اہل علم اس اہم ذمہ داری سے لاتعلق ہو سکتا ہے اور نہ ہی رب ذوالجلال کے سامنے جوابدہی کے موقع پر جماعت نہ ہونے کا عذر پیش کر سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ایک شخص انفرادی طور پر کس طرح اس مسئلہ میں پیش رفت کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے فرائض کی ادائیگی کا آغاز انفرادی حیثیت سے ہی کیا تھا۔

انفرادی حیثیت میں نفاذ شریعت کا کام کرنے والے کے اوصاف

یوں تو یہ اوصاف ہر اس شخص میں ہونے چاہئیں جو انفرادی یا اجتماعی طور پر نفاذ شریعت کا کام کرنا چاہتا ہے۔ لیکن انفرادی حیثیت سے کام کرنے والے کے لئے یہ اوصاف بہت زیادہ ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

(الف) علم: شریعت کے نفاذ کا نصب العین رکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ دینی علوم کے ساتھ عصری علوم سے بھی بہرہ ور ہو۔ اس کے لئے اثری اور عصری دونوں علوم میں مہارت اور رسوخ حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

(ب) **تعلق باللہ**: جس ذات باری تعالی کی شریعت و قوانین کو نافذ کرنا ہے اس سے تعلق جس قدر زیادہ قوی اور مضبوط ہو گا۔ نفاذ شریعت اتنا ہی آسان اور اس راستہ میں آنے والی مشکلات پر صبر اتنا ہی سہل ہو گا۔ تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کے لئے ارکان اسلام اور فرائض کی ادائیگی کے علاوہ درج ذیل وسائل نہایت ناگزیر ہیں۔

(۱) **قیام اللیل**: یہ وصف انتہائی اہمیت کا حامل ہے اسی بنا پر رب ذوالجلال نے رسول کریم ﷺ کو حکم دیا تھا۔ **یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا** (مزمل)۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ تمام رات ہو بلکہ حسب استطاعت اسے مختصر و طویل کیا جا سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

(**و من اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا**) الاسرا ۹۸۔

(۲) **ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن حکیم**: رب ذوالجلال کا ارشاد ہے (**یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا**) (الاحزاب)۔ اور فرمایا

فاذکرونی اذکرکم (البقرہ ۱۵۲)

تلاوت قرآن کرنا اور سننا ایمان کی زیادتی کا باعث ہے۔ فرمان الٰہی ہے **و اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا**۔ (الانفال)

(۳) انفاق فی سبیل اللہ

صدقات و خیرات تزکیہ نفس کا باعث بنتے ہیں۔ حکم الٰہی ہے **خذ من اموالہم صدقہ تطہرھم و تزکیہم بہا** (التوبہ ۱۰۳)

اسی طرح فرمایا

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) آل عمران ۹۲۔

(۴) فکر آخرت اور کائنات میں غور و تدبر

فکر آخرت ایمان و تقوی کی علامت ہے اور اصلاح احوال کا بہترین ذریعہ ہے ارشاد الٰہی

ہے (**یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار**) النور۔۳۷

اسی طرح فرمایا **ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموات والارض۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار** ۔ (آل عمران۔۱۹۰۔۱۹۱)

(ج) اخلاق حسنہ

ہر اچھی عادت واخلاق کو اپنانا اور برے اخلاق سے اجتناب کرنا' خوش خلقی کا مظاہرہ کرنا۔ ہر حال میں چہرے پر مسکراہٹ سجائے رکھنا اور زبان میں حلاوت و مٹھاس رکھنا اس میدان کا بہترین اسلحہ ہے بلکہ **انک لعلیٰ خلق عظیم** کا اعزاز حاصل کرنے والی ہستی نے اپنی بعثت کا مقصد ہی یہی بتایا کہ "**انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**"

تربیت کا آغاز

اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد واہل خانہ کی تربیت سے اس کوشش کا آغاز ہونا چاہیے۔ اپنی تربیت مکمل کر لینے کے بعد اپنے گردونواح پڑوس اور حلقہ احباب کی طرف توجہ دی جائے۔ سب سے پہلے مخصوص افراد کو ٹارگٹ بنا کر انکی ذہن سازی اور اخلاقی تربیت کی جائے۔ یہ ایسے افراد ہونے چاہئیں جو اپنا ایک حلقہ اثر رکھتے ہوں ان افراد پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے "مقلب القلوب" کے سامنے ان کی رشد وہدایت کے لئے دست سوال بھی دراز رکھنا چاہئے۔

ان کے علاوہ عام افراد کی اخلاقی تربیت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔ اپنے زیر اثر اور میل جول والے افراد کے علاوہ جن لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے وقتاً فوقتاً ان کی راہنمائی' اچھے کام کی ترغیب اور منکرات سے پرہیز کی تلقین کرتے رہنا چاہیے۔ دوسروں کی خوشی اور غم میں شرکت کے مواقع ضائع نہیں کرنا چاہیں۔ بلکہ ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ایک ڈاکٹر اپنے مریضوں کی' ایک سرکاری افسر اپنے ماتحتوں کی' ایک سرکاری ملازم جن

کے ساتھ اس کا واسطہ پڑتا ہے ان لوگوں کی۔ ایک ٹیچر یا لیکچرار اپنے شاگردوں کی، ایک دکاندار اپنے مستقل گاہکوں کی اور ایک عالم دین اپنے حلقہ ارادت کی بہت اچھے طریقہ سے اصلاح و تربیت کر سکتا ہے۔

ان تمام امور میں عقائد و اخلاق کی اصلاح کو ملحوظ رکھا جائے حکمت و دانشمندی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے اور ایسے مسائل سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے۔ جو منافرت کا باعث بن سکتے ہوں اور سب سے بڑھ کر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مخاطب کو اس بات کا شائبہ تک نہ ہو کہ اصلاح و تربیت کا کام کسی خود غرضی یا ذاتی مفاد کے لئے کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس عظیم مقصد کے لئے تو کئی مواقع پر اپنے مفادات کو بھی قربان کرنا پڑے گا اور اپنے حقوق سے ہاتھ بھی کھینچنا ہو گا۔

دوسرا باب

اجتماعی طور پر تنظیم کی صورت میں کوشش کرنا

انفرادی اصلاح کے بعد ان تربیت یافتہ افراد کو ایک نظم میں پرونا ضروری ہے کیونکہ چند افراد ایک نظم میں منسلک ہو کر جو کام کر سکتے ہیں۔ غیر منظم افراد کثرت کے باوجود نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر اس طرح کی اصلاحی تنظیم بنائی جائے تو درج ذیل امور پیش نظر رہنے چاہئیں۔

(۱) آغاز میں اس کی تشہیر نہ کی جائے۔

(۲) اخباری بیانات نہ دیئے جائیں۔

(۳) عہدوں کی تقسیم نہ ہو بلکہ کسی بھی تجربہ کار شخص کو قائد تسلیم کر کے مشاورت سے مخصوص کام مخصوص افراد کے ذمہ لگا دئے جائیں۔

(۴) دائرہ کار متعین اور محدود ہونا چاہیے۔ آغاز میں پوری دنیا یا پورا ملک یا پورا شہر ٹارگٹ نہ بنایا جائے بلکہ جماعت کے افراد اور وسائل کے لحاظ سے دائرہ عمل کو متعین کرنا چاہیے۔ اگر

آغاز میں دائرہ عمل وسیع کرلیا جائے تو ناکامی کے خطرات زیادہ ہوں گے۔

تنظیم کے کرنے کے کام

۱۔ کسی بھی تنظیم میں جب عوامی رنگ آجاتا ہے تو اصلاح و تربیت کا کام پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے نمود و نمائش اور تشہیر کے ہر موقع سے دور رہنا چاہیے اور تنظیم کے ارکان میں اخلاص اور فکر آخرت کوٹ کوٹ کر بھر دینا چاہئے۔

۲۔ سب سے پہلا کام افراد سازی کا ہے۔ اپنے نصب العین کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ افراد کو تیار کیا جائے اور اس مقصد کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو پہلے باب میں عنوان (تربیت کا آغاز) کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ مالی وسائل کے بغیر کوئی تنظیم بھی کچھ نہیں کر سکتی ہے اس لئے جائز مالی وسائل تلاش کرنے چاہئیں۔ صرف ایسے افراد سے مالی تعاون لینا چاہیے جو تنظیم کے افراد کو اپنے مفادات کے لئے استعمال نہ کر سکتے ہوں۔

۴۔ تنظیم ایسے منصوبے ترتیب دے جو تربیتی ادارے بھی ہوں اور ان سے مالی منفعت بھی حاصل ہو مثلاً تعلیمی ادارے اور جرائد وغیرہ۔

۵۔ نجی شعبہ میں نرسری، پرائمری، ہائی اور کالج کی سطح پر تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں، نئی نسل کی تربیت اور روشن مستقبل کی اس سے بڑھ کر ضمانت کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی ہے۔

خواتین کی تعلیم و تربیت کے ادارے قائم کئے جائیں، ماں کی گود بچے کی تربیت کا پہلا زینہ ہوتا ہے۔ اگر ماں تربیت یافتہ ہوگی تو اولاد پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

۶۔ جرائد و اخبارات اور مجلات کا اجراء اور کتب کی اشاعت، اس سے اصلاح و تربیت کے ساتھ ساتھ دعوت و ارشاد کا کام بھی ہو سکتا ہے اور مالی فوائد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تنظیم سے وابستہ افراد کو روزگار بھی مہیا کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ تنظیم اپنا نصب العین رکھنے والے افراد کو تیار کر کے تمام حکومتی اداروں میں بھیجے تاکہ وہ

اداروں میں رہ کر خلاف شریعت کاموں میں رکاوٹ بنیں اور نفاذ شریعت کا راستہ ہموار کریں۔

۸۔ تنظیم سے منسلک کارکنان کی معاشی ضروریات کا خاص خیال رکھا جائے۔

۹۔ تنظیم کے ارکان کی تربیت اور محاسبہ کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

۱۰۔ اگر وسائل اجازت دیں تو عوام کی فلاح وبہبود کے لئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کی جائیں لیکن اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یہ کاروباری نوعیت کی نہ ہوں۔

یہ بات ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ نفاذ شریعت چند دنوں، مہینوں یا برسوں کا کام نہیں ہے اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ انسان کی زندگی میں ہی اسے اس کی محنت کے ثمرات نظر آنے لگیں، بلکہ یہ ایک پیہم اور مسلسل جدوجہد ہے۔

اصلاح و تربیت کی اہمیت

نفاذ شریعت ایک منزل ہے جس کے لئے افراد کی اصلاح اور تربیت نہایت ضروری ہے۔ جس طرح فصل حاصل کرنے کے لئے زمین کو تیار کیا جانا نہایت ضروری ہے اسی طرح نفاذ شریعت کے لئے افراد کی اصلاح بھی بہت ضروری ہے یہ کام جس قدر محنت اور توجہ سے ہو گا اس کے نتائج بھی اسی قدر خوش کن ہوں گے۔ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بڑی محنت و مشقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مکی دور میں اس مقصد کے لئے حد درجہ محنت کی، تکالیف و مصائب کا سامنا کیا پھر اس کے نتیجہ میں صحابہ کرام کی جو جماعت تیار ہوئی اسے خیر القرون ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور اس نے اس انداز میں اپنی ذمہ داریاں ادا کیں کہ انسانی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے اس میدان میں صبر و تحمل اور عزیمت و استقامت کا مظاہرہ بھی کرنا پڑتا ہے۔

سب سے پہلا اور بنیادی کام عوام کی اصلاح و تربیت ہے۔ اسی بنیاد پر نفاذ شریعت کی عمارت نے استوار ہونا ہے یہ بنیاد جس قدر مضبوط ہو گی نفاذ شریعت بھی اسی قدر مکمل ہو گا۔ اگر یہ بنیاد کمزور ہوئی تو نفاذ شریعت کے کام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

ملکی سیاست میں شرکت

عوام کی اصلاح کے لئے موجودہ ملکی سیاست میں حصہ لینا مفید نہیں بلکہ تباہ کن ہے۔ لیکن اس سیاست سے لاتعلق بھی نہیں رہا جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ تعلق نہایت محدود ہونا چاہیے۔ اسلام پسند سیاست دانوں کی حمایت ضرور کرنی چاہیے اور ان کے ذریعہ ایوان حکومت میں حسب استطاعت تنفیذ شریعت کا کام لینا چاہیے۔ لیکن خود فریق بن کر موجودہ گندی سیاست کے میدان میں نہیں کودنا چاہیے۔ حکومت و اقتدار کے ساتھ نفاذ شریعت کی تکمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب عوام کی اصلاح و تربیت ہو چکی ہو۔

تنظیم کا دائرہ عمل

تنظیم کا دائرہ عمل متعین کرتے وقت یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ......

O۔ آغاز میں دائرہ عمل متعین و محدود ہو پھر آہستہ آہستہ وسائل اور سابقہ کوششوں کے نتائج کے لحاظ سے اس میں وسعت پیدا کی جائے۔

O۔ زیادہ توجہ غریب اور متوسط طبقہ پر دی جائے کیونکہ ان کی اصلاح و تربیت جلد ہو سکتی ہے۔

O۔ غریب اور متوسط طبقہ سے اچھے کارکن حاصل ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ لوگ محنت و مشقت کے عادی ہوتے ہیں اسی طرح غریب اور متوسط طبقہ تنظیم کے مقاصد کے حصول کیلئے سے زیادہ وفادار ثابت ہو سکتا ہے۔

لیکن اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اعلیٰ طبقہ سے صرف نظر کر لیا جائے' اس طبقہ سے بھی بہت سے جذباتی نوجوان مل سکتے ہیں جو اپنی اصلاح کیساتھ ساتھ اپنے خاندان میں بھی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

خوشحال اور اعلیٰ طبقہ میں کام کرنے کے لئے اسی مرتبہ و مقام کے کارکن زیادہ مفید ہو سکتے ہیں' اس لئے افسران بالا' اسپیشلسٹ' ڈاکٹرز' صنعت کار اور تاجروں میں کارکن قسم کے افراد تلاش کر کے ان کی خصوصی تربیت کی جائے اور پھر ان سے اس طبقہ میں اصلاح و تربیت کا کام لیا جائے لیکن زیادہ توجہ غریب اور متوسط طبقہ پر دی جائے۔ کیونکہ وہ تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور

ان میں خیر کی قبولیت کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

رد عمل اور مخالفت

جہاں کچھ لوگ خیر و بھلائی کے لئے جستجو کرتے ہیں وہاں کچھ شرپسند شیطانی قوتیں بھی سرگرم رہتی ہیں۔ اس لئے حتی الامکان کوشش کی جائے کہ ان شیطانی قوتوں سے محاذ آرائی نہ ہو۔ ان کے مقابلہ میں صلاحیتیں ضائع کرنے کی بجائے تمام تر صلاحیتیں خیراور نیکی کی اشاعت میں صرف ہونی چاہئیں۔ فرمان الٰہی ہے (**انه من یتق و یصبر فان الله لا یضیع اجر المحسنین**)(یوسف۔۹۰)

اگر کبھی مجادلہ کی صورت پیش آجائے تو فرمان الٰہی **و جادلهم بالتی هی احسن** (النحل ۱۲۵) اور' **ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم** (حم سجدۃ ۳۴) کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

محنت کا ثمر

اصلاح و تربیت کی اس طویل منصوبہ بندی کے بعد حکومت حاصل کرنے کے لیے کسی جدوجہد الیکشن یا فریب کاری کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ حکومت پکے ہوئے پھل کی طرح نیک اور باصلاحیت لوگوں کی جھولی میں آگرے گی (انشاءاللہ تعالی) اور جب اللہ کے فضل و کرم سے ایسا ہو جائے تو پھر نفاذ شریعت کو مکمل طور پر عملی جامہ پہنایا جاسکے گا۔

تیسرا باب

قوت واقتدار کے ساتھ کوشش کرنا

نفاذ شریعت کی تکمیل کے لئے حکومت و اقتدار نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر حدود و تعزیرات کا نظام قائم نہیں کیا جاسکتا لیکن حکومت و اقتدار اصل نصب العین نہیں بلکہ اسے اصل نصب العین کے حصول کا ذریعہ سمجھنا چاہیے۔

انفرادی اور اجتماعی محنت و کوشش کے بعد لازمی نتیجہ کے طور پر حکومت و اقتدار نیک اور

باصلاحیت لوگوں کے ہاتھ میں آئے گی' انشاالله تعالی۔ لیکن یہ ہماری منزل نہیں بلکہ منزل کو حاصل کرنے کا ایک آخری ذریعہ ہے۔ حکومت واقتدار حاصل ہونے پر خوشی ومسرت کے جشن منانے کے بجائے اسے اپنے کندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری 'بہت بڑا بوجھ اور امانت تصور کرنا چاہیے اس ذمہ داری اور امانت کا حق ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نفاذ شریعت کے عمل کو تیز سے تیز تر کیا جائے اور اس کے لئے کچھ امور کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ مثلاً.......

ا۔ حکومتی طور پر نفاذ شریعت کا کام بالتدریج ہو' عوام کو آہستہ آہستہ اسلامی شعار کا پابند بنایا جائے۔ شرعی احکامات بھی درجہ بدرجہ جاری کیے جائیں۔

۲۔ نظام صلاۃ اور نظام زکوۃ کو منظم ومرتب کیا جائے۔

نظام صلاۃ سے عوام میں نظم ونسق اور جذبہ اطاعت پیدا ہو گا اور نظام زکوۃ کی برکات سے غریب اور امیر میں بعد کم ہو گا۔

۳۔ نظام عدل کو درست کرنے کی طرف بھی خاص توجہ دی جائے۔ اگر عوام کو عدل وانصاف جلد اور بلا معاوضہ ملے تو انشاء الله امن وامان قائم ہو گا۔ قانون کا احترام پیدا ہو گا۔ اس مقصد کے لیے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قانون سازی کی جائے۔ ایسے علماء کرام کی خدمات حاصل کی جائیں جو دیگر ممالک کے قوانین اور ان کے محاسن وعیوب پر اسلامی نقطہ نظر سے گہری نگاہ رکھتے ہوں۔

۴۔ حکومتی سطح پر عیاشی 'فضول خرچی' اسراف ختم کیا جائے اور عوام کو سادگی کی ترغیب دی جائے اس طرح رشوت اور حرام خوری میں بھی کافی حد تک کمی آجائے گی۔

۵۔ حکومت کے وہ تمام ذرائع جن سے فحاشی وبے حیائی پھیلائی جاتی ہے۔ فی الفور بند کر کے ان سے اصلاح وتربیت کا کام لیا جائے۔

۶۔ جرم کے اسباب کا خاتمہ کرنے کے بعد سزا دینے کا کام شروع کیا جائے۔

۷۔ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی اصلاح کی جائے۔ (اس سلسلہ میں اہل علم اور مربی حضرات کی آراء سے استفادہ کیا جا سکتا ہے)۔ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کسی بھی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اس کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔

۸۔ عوام کی سہولتوں اور ضرورتوں کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

۹۔ پولیس کے ادارہ کی وسیع پیانہ پر اصلاح کی جائے ایماندار پولیس افسران تیار کر کے کافی حد تک اس ادارہ کی اصلاح کی جاسکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ عام پولیس مین کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اسے مناسب تنخواہ دی جائے۔

۱۰۔ علماء کرام کی تعلیم و تربیت جدید عصری تقاضوں کے مطابق کی جائے اس طرح فرقہ واریت مکمل طور پر ختم ہو جائے گی یا اس پر کافی حد تک قابو پایا جاسکے گا۔(انشاء اللہ تعالیٰ)

علماء کرام کے اختلافات اور فروعی مسائل میں تعصب کا اس سے بہتر کوئی حل نہیں کہ علماء کو حقیقی معنی میں علم سے روشناس کروایا جائے۔ اگر انہیں بیرونی دنیا سے واقف کروایا جائے خاص طور پر ترقی یافتہ ممالک کے مطالعاتی دورے کروائے جائیں تو ان کی تنگ نظری انشاء اللہ تعالیٰ وسعت ظرفی میں بدل جائے گی۔

مثالی شہر یا قصبے

ایسا ممکن ہے کہ حکومت حاصل ہونے کے بعد ایماندار افسران اور انتظامیہ اتنی تعداد میں نہ مل سکے جو پورے ملک کا نظم و نسق چلا سکے' تو اس صورت میں مناسب ہو گا کہ چند ایک اہم اور مناسب شہروں کو ٹارگٹ بنا کر وہاں ایماندار انتظامیہ کا تعین کیا جائے۔ اس طرح یہ مثالی شہر دوسروں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہوں گے اور اس انتظامیہ کے زیر تربیت نئے افراد تیار بھی ہو سکیں گے۔

مثالی ادارے

اسی طرح اگر حکومت کے تمام محکموں کی فوری اصلاح ممکن نہ ہو تو چند خاص محکموں کو ٹارگٹ بنا کر ان کی طرف توجہ دی جائے۔ ان میں ایماندار افسران کا تقرر کر کے اور عملہ کی خصوصی تربیت کر کے انہیں دوسروں کے لئے مثالی ادارے بنایا جائے تو حوصلہ افزا نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

دفاعی ضروریات اور معاہدہ ہائے امن

قرب و جوار میں رہنے والے غیر اسلامی ممالک سے امن کے معاہدے کئے جائیں لیکن ساتھ ساتھ اپنے دفاع کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کی جائے۔

اپنے وطن کے داخلی و خارجی استحکام کے بعد دنیا بھر میں مظلوم اسلامی تنظیموں کی ہر ممکن طریقہ سے حمایت کی جائے۔

اسلامی ممالک کو ایک دفاعی معاہدہ کی صورت میں اکٹھا کیا جائے۔ ایک مشترکہ اسلامی فوج تشکیل دی جائے۔ اسلحہ ساز کارخانے بنائے جائیں۔

بقیہ: ہجرت اور اسکی اقسام

ہمیں چاہئے کہ بجائے گناہوں سے چپٹے رہنے کے خدا وند تعالیٰ کی جناب میں تائب ہوں اس کے سامنے گریہ و زاری کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ وہ تواب ہے غفور ہے وہ یقیناً معاف فرمادے گا۔ اس کا ارشاد ہے۔

یا ابن ادم انک مادعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ما کان فیک ولا ابالی یا ابن ادم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطا یا ثم لقیتنی ولا تشرک بی شیئا لا تیتک بقرابھا مغفرۃ (مشکوۃ شریف)

اے ابن ادم تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا۔ اور اس کی قبولیت کی امید رکھے گا میں تیرے سارے گناہوں کو معاف کروں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ ابن آدم اگر تو مجھ سے زمین بھر کر گناہ لے کر ملا لیکن تو نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہوگا۔ تو میں بھی تیرے پاس اتنی ہی مغفرت لے کر آؤں گا۔